AFKĀR *Journal of Islamic & Religious Studies*
Volume 5, Issue 1, June 2021, PP: 83-96
E-ISSN 2616-8588; P-ISSN 2616-9223
www.afkar.com.pk; hjrs.hec.gov.pk

Scan for download

اسلامی بینکوں میں تورق کی بنیاد پر انتظام سیالیت اور شرعی نقطہ نظر

Liquidity Management on the Basis of Tawarruq in Islamic Banks and Sharīʻah Perspective

Hafiz Rao Farhan Ali[1*], **Hidayat Khan** [2]
[1]Assistant Professor, [2] Associate Professor/Chairmen
Department Shariah, Allama Iqbal Open University Islamabad, Pakistan

ARTICLE INFO

Article History:
Received 11 Jan. 2021
Revised 28 Feb. 2021
Accepted 30 May 2021
Online 30 June 2021

DOI:

***Keywords**:*
Liquidity Management, Tawarruq, Islamic Banks, Investment Opportunities.

ABSTRACT

Liquidity management in Islamic banks refers to an arrangement in which the bank is required to have enough cash to meet its daily needs(related to assets and liabilities).For example, if depositors want to withdraw money from a bank, the bank must have enough cash to meet their needs. Similarly, if the best investment opportunities are available, the bank still has enough money to buy cheap items easily, otherwise the bank's trust may be lost and the bank may lose the best investment opportunities. At present Islamic banks are using Tawarruq for this arrangement. What is Tawarruq and what is its legal status and whether its use in Islamic banks is permissible or not? All these issues have been studied in this article. Qualitative method has been employed in this research. The author concludes that Tawarruq should not be used as an investment technique and that even in times of dire need of cash, Tawarruq Fiqhi should be adopted, taking care of all the matters which the jurists have said to be adhered to. Author recommends that Shariah advisors keep an eye on all matters that are a backdoor for interest-bearing activities. In order to manage liquidity, the management of the bank should improve its internal operations and in external operations, mutual cooperation between banks should be enhanced, Qarż i ḥ*asan and investment in shares should be promoted as well as new products should be invented to manage liquidity.*

[*]Corresponding author's email: farhanrao9526@gmail.com

CC BY

تمہید

سیالیت سے مراد ایسی صورتحال ہے جس میں بینک پر لازم ہے کہ وہ اپنے پاس اتنا روپیہ پیسہ نقدی کی صورت میں موجود رکھے جس سے روزمرہ کے (اثاثہ جات اور واجب الاداء ذمہ داریوں سے متعلق) ضروریات احسن طریقے سے پوری ہو سکیں۔[1] مثال کے طور پر اگر رقم جمع کنندگان (Depositors) بینک سے پیسہ نکلوانا چاہیں تو بینک کے پاس اتنی نقدی ضرور ہونی چاہئے کہ ان کی ضروریات پوری ہو سکیں۔ اسی طرح کہیں سرمایہ کاری کے بہترین مواقع میسر آ گئے ہوں تب بھی بینک کے پاس اتنی رقوم ہوں کہ سستی اشیاء کی خریداری با آسانی ہو سکے وگرنہ بینک کے گاہکوں کا اعتماد بھی بینک پر ختم ہو سکتا ہے اور بینک سرمایہ کاری کے بہترین مواقع بھی اپنے ہاتھوں سے گنوا سکتے ہیں، اور یہ بھی ممکن ہے کہ اگر چند بینکوں میں سیالیت کا بندوبست نہ ہو تو اس کا اثر ملک کے نظامِ بینکاری پر بھی پڑ سکتا ہے۔[2]، لہٰذا ضروری ہے کہ بینکوں کی سیالیت کی پوزیشن نہایت عمدہ ہو تاکہ ان کے روزمرہ کے معاملات احسن طریقے سے رواں دواں رہ سکیں۔ فؤاد عبد اللہ العمر کے مطابق:

> سیالیت سے مراد بینکوں کی وہ اہلیت ہے جس کی بدولت بینک رقم جمع کنندگان اور قرض خواہان کے لئے نقدی کا بر وقت بندوبست کر سکیں اور اس عمل میں انہیں تمسکات کی فروخت میں غیر معمولی نقصانات بھی نہ اٹھانے پڑیں اور نہ ہی بلند نرخوں پر دیگر اداروں سے قرض حاصل کرنے کی تکلیف سے دوچار ہونا پڑے۔[3]

اسلامی بینکوں میں سیالیت کا مسئلہ

اسلامی بینکوں کو سیالیت کا مسئلہ درپیش رہتا ہے۔ یہ رقوم کی زیادتی اور کمی دونوں صورتوں میں پیش آتا ہے۔ جس کی وجوہات درج ذیل ہیں:

۱۔ مروجہ سودی بینک تو اپنی فاضل نقدیوں کو سود پر دے کر اس مسئلے کو حل کر لیتے ہیں اور نقدی کی کمی کے وقت انہیں مالیاتی بازاروں میں ایسی بہت سی مصنوعات مل جاتی ہیں جو ان کے طریقۂ بینکاری سے مطابقت رکھتی ہیں لیکن اسلامی بینکوں کی اساس چونکہ مختلف ہے لہٰذا وہ نقدی کے مسئلے کو نہ تو اس طرح حل کر سکتے ہیں کہ فاضل رقوم کو سود پر دے کر ماہانہ، سہ ماہی، یا سالانہ سود وصول کریں اور نہ ہی مالیاتی بازاروں میں ان کے لئے ایسی سہولیات مہیا ہیں کہ وہ جب چاہیں اپنی اشیاء مالیاتی بازاروں میں فروخت کر کے اپنی ضروریات پوری کر لیں۔ اس لئے کہ ان بازاروں میں ہمہ وقت حلال بنیادوں پر وہ مصنوعات دستیاب نہیں ہوتیں جو اسلامی بینکوں کی ضروریات کو پورا کر سکیں۔[4]

۲۔ اسلامی بینک چونکہ نفع اور نقصان پر مبنی منصوبوں میں روپیہ پیسہ لگاتا ہے، لہٰذا جب تک منصوبہ کامیابی سے ہمکنار نہیں ہوتا، تب تک اس رقم اور منافع کی وصولی کا امکان پیدا نہیں ہوتا جبکہ بینک کو تو روزمرہ کی بنیاد پر نقدی کی ضرورت پیش آتی ہے۔[5]

۳۔ اسلامی بینکوں کی سرمایہ کاری چونکہ اثاثہ جات کے ساتھ مربوط ہوتی ہے اور اثاثہ جات کی قیمت کا تخمینہ تو لگایا جا سکتا ہے لیکن حتمی قیمت نہیں بتائی جا سکتی لیکن دوسری طرف اسلامی بینکوں کی واجب الادا رقم تو حتمی ہوتی ہیں، لہٰذا غیر حتمی اثاثہ جات اور حتمی ذمہ داریاں اس بات کا تقاضا کرتی ہیں کہ اسلامی بینکوں کی سیالیت کی پوزیشن نہایت مضبوط ہو۔ اور یہ تب ہی ممکن ہے جب بینک کے موجودہ اثاثہ جات اس کی موجودہ ذمہ داریوں سے زیادہ ہوں۔[6]

4۔ یہ بھی ضروری ہے کہ زائد از ضرورت رقم کا بھی کوئی نہ کوئی مصرف ہو، اس لئے کہ بینک کے پاس اگر سیال اثاثہ جات زیادہ ہوں تو اس کا دوسرا مطلب یہ ہے کہ بینک کی رقوم کا بہت بڑا حصہ بے کار بینک کی تجوریوں میں مقفل پڑا ہے جبکہ بینک کا تو مقصد ہی یہی ہے کہ وہ فاضل رقوم کی سرمایہ کاری کر کے نفع کمائے۔ ایک ایسی مارکیٹ جہاں سودی بینکوں کی بہتات ہو، مذکورہ صورتحال کسی طرح بھی اسلامی بینکوں کے لئے مناسب نہیں اس لئے اس صورتحال میں وہ دیگر بینکوں کا قطعاً مقابلہ نہیں کرسکتے۔ مثال کے طور پر ۲۰۰۳ء میں اسلامی بینکوں کے ۶ء۱۳ ارب ڈالرز کے اثاثہ جات میں سے ۳ء۶ ارب ڈالر نقدی کی صورت میں موجود تھے (اور وہ کسی کاروباری سرگرمی کا حصہ نہ تھے)۔[(7)]

5۔ بینک مختصر المیعاد جمع شدہ رقوم کو طویل المیعاد قرضوں کی شکل دیتے ہیں لہذا انہیں یوں بھی سیالیت کا دھڑکا لگا رہتا ہے کہ کہیں رقم جمع کنندگان رقوم طلب نہ کرلیں اور ان کے پاس دینے کے لئے کیش نہ ہو۔[(8)]

سیالیت کا یہ مسئلہ بعض اوقات تو اس قدر شدت اختیار کر جاتا ہے کہ بینکوں کی ناکامیوں کا سبب بن جاتا ہے، یہاں تک کہ بینک اس لئے بند ہو جاتے ہیں کہ وہ اثاثہ جات کی سیالیت کا بندوبست نہیں کرسکتے۔ یہی وجہ ہے کہ نگران مالیاتی ادارے اثاثہ جات کی سیالیت کے مسئلے کے بارے میں خاصے متفکر رہتے ہیں۔[(9)]

اسلامی بینکوں میں رقوم کی وصولیاں چونکہ مضاربت کی بنیاد پر کی جاتی ہیں لہذا اگر بینک کو کسی بھی وجہ (مثلاً سیال اثاثہ جات کے نہ ہونے کی وجہ) سے نقصان پہنچتا ہے تو رب الاموال (Depositors) اور شیئر ہولڈرز سب مل کر نقصان برداشت کریں گے، یوں اسلامی بینک کا ماڈل روایتی بینک سے کئی گُنا مستحکم ہے۔ اس لئے کہ روایتی بینکوں میں تو رقم جمع کنندگان نقصان بالکل بھی برداشت نہیں کریں گے۔[(10)]

انتظام سیالیت کے ذرائع

اسلامی بینکوں میں رقوم کی سیالیت کے درج ذیل ذرائع سامنے آئے ہیں جن کی تفصیل حسبِ ذیل ہے:

تورق:

تورق باب تفعیل سے ہے۔ را کے کسرہ کے ساتھ چاندی کے معنی میں آتا ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَابْعَثُوا أَحَدَكُم بِوَرِقِكُمْ هَٰذِهِ إِلَى الْمَدِينَةِ فَلْيَنظُرْ أَيُّهَا أَزْكَىٰ[(11)]

اس کی جمع اوراق آتی ہے۔ اورق فلان کا معنیٰ ہے اس کا مال بڑھ گیا۔[(12)] اصطلاحی معنوں میں اس سے مراد یہ ہے کہ ایک شخص ادھار قیمت پر مال خریدتا ہے (جو کہ نقد قیمت سے عموماً زیادہ ہوتی ہے) اور پھر کسی تیسرے شخص کو وہ مال نقداً کم قیمت پر فروخت کر دیتا ہے اور یوں اس کو نقد رقم حاصل ہو جاتی ہے۔[(13)] مذکورہ صورت میں خرید و فروخت کا حقیقی ارادہ نہیں ہوتا بلکہ اصل مقصود، نقد رقم ہوتی ہے۔

اسلامی بینکوں میں تورق کی بنیاد پر سیالیت کا انتظام

میزان بینک کا شمار پاکستان کے مشہور اسلامی بینکوں میں ہوتا ہے جسے اولین اسلامی بینک ہونے کا اعزاز ساتھ ساتھ پانچوں سے زائد برانچوں کا امتیاز بھی حاصل ہے۔ میزان بینک نے تورق کی بنیاد پر سیالیت کے انتظام کو ممکن بنایا ہے۔ ایک بااعتماد جریدے کے مطابق:

میزان بینک نے اسلامی بینکوں کے کیش ذخائر کی اسلامی طریقے سے سرمایہ کاری پر غور کیا اور لندن میٹل ایکسچینج، ملائشیا، ڈی ایم سی، دبئی کا جائزہ لیا جہاں مختلف اسلامی بینک اپنے کیش ذخائر کی سرمایہ کاری کرتے ہیں اور پھر ۳۰ ویں اجلاس جو کہ مفتی تقی عثمانی حفظہ اللہ کی سرپرستی میں جامعہ دارالعلوم کراچی میں منعقد ہوا، میں پاکستان مرکنٹائل ایکسچینج کے ذریعے کموڈیٹی مرابحہ (مذکورہ تورق) کی اجازت دی ہے بشرطیکہ حقیقی بنیادوں پر خرید و فروخت اور اشیاء کی ڈلیوری کا مکمل طور پر عمل میں آئے۔ اسلامی بینکوں کو جہاں کیش ذخائر کی سرمایہ کاری اور ٹھوس اثاثہ جات کی کیش میں تبدیلی کی ضرورت ہے، وہیں حکومت پاکستان بھی اپنی ضروریات پوری کرنے کے لئے اسلامی بینکوں سے معاملات استوار کرنے پر غور کر رہی ہے۔[14]

ملائیشیا میں 1994 میں بین البینک اسلامی بازارِ زر (Inter bank Islamic Money Market) کا قیام عمل میں لایا گیا۔ اس کا مقصد اسلامی بینکوں کا استحکام اور شریعت کے دائرے میں رہتے ہوئے ان کی سیالیت کی پوزیشن کو مضبوط بنانا تھا۔[15] ملائیشیا میں اسلامی بینکوں کے لئے سیالیت کے مسئلے کے پیش نظر تورق کو جائز قرار دیا گیا ہے۔ ملائیشیا کے مرکزی بینک کی شریعہ ایڈوائزری کونسل نے ۲۸ جولائی ۲۰۰۵ء کو اس کی منظوری دی۔[16] مذکورہ تورق کا سلسلہ یوں انجام پاتا ہے کہ اگر:

۱۔ بینک (الف) کے پاس اگر نقد رقم زیادہ ہے اور وہ اسے سرمایہ کاری میں لگانا چاہتا ہے تو وہ کسی بروکر (زید) سے (مثال کے طور پر) ایک ملین کے پام آئل کی خریداری نقد بنیادوں پر کرتا ہے۔

۲۔ اس خریداری کے بعد بینک (الف) یہ جنس بمع منافع ادھار کی بنیاد پر مرکزی بینک کو فروخت کر دیتا ہے۔ مثال کے طور پر ایک ملین جنس ساڑھے سات فیصد منافع کے ساتھ چھ ماہ کی مدت پر فروخت کی گئی تو مساوات اور کل قیمت کچھ یوں ہو گی:

$$(7.5\% \times 6/12 \times 1000{,}000 = 37{,}500)$$

۳۔ مرکزی بینک اس جنس کو ایک اور بروکر (عمرو) کے ہاتھ اصل قیمت اور نقد بنیادوں پر فروخت کر دیتا ہے اور اس سلسلے میں بینک (الف) کو ہی اپنا وکیل مقرر کرتا ہے کہ وہ اس جنس کو بازار میں فروخت کرے۔ یوں مرکزی بینک کو فورا نقد بنیادوں پر ایک ملین حاصل ہو جاتے ہیں جس سے وہ اپنی ضروریات پوری کر لیتا ہے اور بینک (الف) اپنی فاضل نقدی کو بھی سرمایہ کاری میں لگا کر مؤخر بنیادوں پر ۳۷،۵۰۰ کی رقم ایک ملین پر بطور نفع حاصل کر لیتا ہے۔[17]

تورق: نقدی کی کمی کے مسئلے کا حل

اسلامی بینک کو اگر نقدی کی کمی کا مسئلہ درپیش ہے تو اس کا حل اس طرح سے ممکن ہے کہ مرکزی بینک بروکر خالد سے (مثال کے طور پر) ایک ملین کی جنس کی خریداری نقد بنیادوں پر کرتا ہے اور اسلامی بینک (الف) کو اس خریداری کا وکیل بناتا ہے کہ وہ اس کے نمائندہ کے طور پر جنس کی خریداری کرے۔ اسلامی بینک (الف) کو خریداری کی رقم بھی مرکزی بینک کی جانب سے موصول ہو جاتی ہے اور وہ جنس کی خریداری کرتا ہے لیکن یہ خریداری مرکزی بینک کے نام رجسٹرڈ ہوتی ہے اور جنس پر بھی اسی کی ملکیت ہوتی ہے۔

۲۔ مرکزی بینک ادھار کی بنیاد پر یہ جنس اسلامی بینک (الف) کو فروخت کر دیتا ہے جس میں جنس کی قیمت زیادہ ہوتی ہے۔ اب ملکیت بھی مرکزی بینک سے اسلامی بینک کو منتقل ہو جاتی ہے۔ مثال کے طور پر اگر مرکزی بینک چھ ماہ کی مؤخر ادائیگی اور چار فیصد شرح منافع کے ساتھ اسلامی بینک (الف) کو یہ جنس فروخ کرے تو مساوات کچھ اس طرح سے ہو گی:

(4% x 6/12 x 1000,000 =20,000)

۳۔ اسلامی بینک (الف) یہ جنس بروکر کو نقد اور ارزاں قیمت پر فروخت کر دیتا ہے جس سے بینک کو فوری بنیادوں پر نقدی حاصل ہو جاتی ہے اور اس کے ذمہ مرکزی بینک کی رقم (1،20،000) واجب الاداء رہتی ہے۔[18]

اسلامی بینکوں میں رائج مذکورہ صورتیں تورق کی بنیاد پر طے پاتی ہیں۔ تورق کے قریب قریب بیع عینہ بھی ہے۔ بیع عینہ کی صورت یہ ہوتی ہے کہ ایک شخص دوسرے سے ادھار پر (زیادہ قیمت کے بدلے) مال خریدتا ہے اور پھر اسی شخص کو کم قیمت پر فروخت کر دیتا ہے تاکہ اسے نقد رقم حاصل ہو جائے۔ گویا بیع عینہ اور تورق میں فرق یہ ہے کہ بیع عینہ میں خریدار وہی مال فروخت کنندہ کو فروخت کرتا ہے جبکہ تورق میں یہ مال کسی تیسرے شخص کو فروخت کر دیا جاتا ہے۔

تورق کے بارے میں فقہا کا موقف

احناف میں سے متقدمین نے تورق کو تورق کے عنوان سے تو ذکر نہیں کیا البتہ بیع لعینہ کو جب بیان کیا تو بعض صورتوں میں بیع لعینہ کا تورق کی شکل اختیار کرنا کچھ بعید نہ رہا۔ مثال کے طور پر امام حصکفیؒ بیع لعینہ کی تشریح میں فرماتے ہیں:

أَيْ بَيْعِ الْعَيْنِ بِالرِّبْحِ نَسِيئَةً لِيَبِيعَهَا الْمُسْتَقْرِضُ بِأَقَلَّ لِيَقْضِيَ دَيْنَهُ، اخْتَرَعَهُ أَكَلَةُ الرِّبَا، وَهُوَ مَكْرُوهٌ مَذْمُومٌ شَرْعًا لِمَا فِيهِ مِنْ الْإِعْرَاضِ عَنْ مَبَرَّةِ الْإِقْرَاضِ[19]

یعنی یہ بیع لعینہ جو موخر ادائیگی کی بنیاد پر ہوتی ہے اور جس میں چیز کی حقیقی قیمت سے زیادہ متعین کی جاتی ہے تاکہ مستقرض اس چیز کو فروخت کر کے اپنا قرض ادا کرلے۔ یہ بیع قرض دینے سے فرار ہے اور سود خوری کا ایک ذریعہ ہے جو کہ مکروہ ہے۔

امام نسفیؒ بیع لعینہ کی ایک صورت کا ذکر یوں فرماتے ہیں:

وَصُورَتُهُ أَنْ يَأْتِيَ هُوَ إلَى تَاجِرٍ فَيَطْلُبَ مِنْهُ الْقَرْضَ وَيَطْلُبَ التَّاجِرُ الرِّبْحَ وَيَخَافُ مِنْ الرِّبَا فَيَبِيعَهُ التَّاجِرُ ثَوْبًا يُسَاوِي عَشَرَةً مَثَلًا بِخَمْسَةَ عَشَرَ نَسِيئَةً لِيَبِيعَهُ هُوَ فِي السُّوقِ بِعَشَرَةٍ فَيَصِلَ إلَى الْعَشَرَةِ وَيَجِبُ عَلَيْهِ لِلْبَائِعِ خَمْسَةَ عَشَرَ إلَى أَجَلٍ[20]

اور اس کی صورت یہ ہے کہ ایک شخص ایک تاجر کے پاس قرض حاصل کرنے کے لئے آتا ہے لیکن تاجر یہ چاہتا ہے کہ اسے اس قرض پر نفع بھی ملے لیکن اسے سود خوری کا ڈر بھی ہوتا ہے تو وہ یہ کرتا ہے کہ دس درہم کی قیمت کا کپڑا اسے پندرہ درہم میں فروخت کر دیتا ہے تاکہ وہ اسے بازار میں بیچ کر دس درہم حاصل کرلے۔

بعض مقامات پر بیع لعینہ میں بائع اور مشتری کے علاوہ ایک اور شخص کو شامل کیا جاتا ہے تاکہ عینہ ثنائیہ (دو افراد کے مابین عینہ کا معاملہ) سے مختلف ہو سکے۔ اس کی صورت کتب فقہ میں کچھ اس طرح سے مذکور ہوئی ہے:

تفسيرها أن يدخلا بينهما ثالثاً فيبيع المقرض ثوبه من المستقرض باثني عشر درهماً ويسلمه إليه، ثم يبيع المستقرض من الثالث الذي ادخلاه بينهما بعشرة ويسلم الثوب إليه، ثم إن الثالث يبيع من صاحب الثوب وهو المقرض بعشرة ويسلم الثوب إليه ويأخذ منه العشرة، ويدفعها إلى طالب القرض، فيحصل لطالب القرض عشرة دراهم ويحصل لصاحب الثوب عليه اثنا عشر درهماً، وهذا حيلة من حيل الربا (21)

(اس کی تشریح کچھ اس طرح سے ہے کہ) قرض دہندہ اور مقروض (فروخت اور خریداری کے حیلہ کی خاطر) ایک تیسرے شخص کو درمیان میں داخل کرتے ہیں۔ مُقرِض (قرض دینے والا) مستقرض (قرض لینے والے) کو (مثال کے طور پر) ایک کپڑا بارہ درہم میں فروخت کرتا ہے اور قرض خواہ یہ کپڑا حاصل کرنے کے بعد تیسرے شخص کو دس درہم میں فروخت کر دیتا ہے۔ یہ تیسرا شخص یہی کپڑا بائع اول کو دس درہم میں فروخت کر دیتا ہے اور وہ دس درہم اس کے حوالے کر دیتا ہے۔ اب یہ دس درہم قرض خواہ کو دے دیتا ہے۔ یوں قرض خواہ کو دس درہم تو حاصل ہو جاتے ہیں لیکن اس کے ذمہ کپڑے کے مالک کے لئے بارہ درہم واجب الادا ہوتے ہیں۔

امام محمدؒ اسے ناجائز کہتے ہیں۔ اس لئے کہ یہ بیع عینہ ہی ہے اگرچہ اس میں ایک تیسرے شخص کا سہارا لیا گیا ہے۔ آپؒ فرماتے ہیں کہ:

هَذَا الْبَيْعُ فِي قَلْبِي كَأَمْثَالِ الْجِبَالِ ذَمِيمٌ اخْتَرَعَهُ أَكَلَةُ الرِّبَا (22)

یہ بیع میرے دل میں پہاڑ کی طرح (بوجھل) معلوم ہوتی ہے جسے سود خوروں نے وضع کیا ہے۔

امام ابو یوسفؒ کے ہاں بیع عینہ نہ صرف جائز ہے بلکہ ایسا کرنے والے کے لئے اجر بھی ہے۔(23) علامہ ابن ہمامؒ نے امام ابو یوسفؒ کے قول کو تورق پر محمول کیا ہے نیز اسے جائز بھی کہا ہے (اس لئے کہ عموما احناف نے تورق کو بھی بیع عینہ کے ضمن میں ہی بیان کیا ہے) اور امام محمدؒ کے قول کو بیع عینہ ثنائیہ اور ثلاثیہ پر محمول کیا ہے اور کہا ہے کہ امام محمدؒ کی بات (یہ بیع میرے دل میں پہاڑ کی طرح (بوجھل) معلوم ہوتی ہے) اُس صورت میں ہے جب خریدار خریدی ہوئی چیز کو دوبارہ بائع کو فروخت کر دے یا کسی تیسرے شخص کو درمیان میں شامل کرے لیکن خریدی ہوئی چیز گھوم پھر کر بائع کے پاس ہی پہنچ جائے اور اگر ایسا نہیں ہے بلکہ کوئی شخص تورق کی بنا پر ایک چیز ادھار پر خرید کر بازار میں فروخت کر دے تو یہ جائز ہے البتہ بعض اوقات یہ خلافِ اولیٰ ضرور ہے اس لئے کہ ایک شخص قرض لینے آیا تھا لیکن اسے قرض نہیں دیا گیا اور اسے ایک چیز فروخت کر دی گئی (ابن ہمامؒ کی تشریح سے معلوم ہوا کہ بیع عینہ تو احناف کے نزدیک ناجائز ہے اور جگہ جگہ اس کی صراحت بھی ہے لیکن تورق ایک جائز معاملہ ہے)۔(24)

مالکیہ کے ہاں تورق ممنوع ہے۔ مثال کے طور شرح مختصر خلیل میں ہے کہ:

وكره أن يقول الرجلُ لمن سأله سلف ثمانين بمئة: لا يحلّ لي أن أعطيك ثمانين في مئة، ولكن هذه سلعة قيمتها ثمانون، خذ مني بمئة ---(25).

اگر کسی شخص نے کسی سے اسی درہم قرض مانگے کہ وہ ان کے بدلے سو درہم واپس کر دے گا تو اس نے کہا کہ میرے لئے ایسا کرنا جائز نہیں البتہ یہ سامان جس کی قیمت اسی درہم ہے، آپ مجھ سے سو درھم میں لے لیجئے۔ یہ معاملہ مکروہ (ممنوع) ہے۔

شرح مختصر خلیل ہی میں ایک اور صورت بھی ذکر کی گئی ہے۔ وہ یہ کہ اگر کوئی شخص قابلِ طعام یا کوئی اور چیز اس طرح خرید تا ہے کہ اس کی کچھ قیمت نقد ادا کر دیتا ہے اور کچھ قیمت ادھار رہتی ہے اور پھر اسے فروخت کر کے نقد رقم حاصل کر لیتا ہے تو امام مالکؒ کے نزدیک اس معاملے میں خیر نہیں ہے۔[26]

مالکیہ کے ہاں مذکورہ صورتوں کے ناجائز ہونے کی وجہ سد الذرائع ہے۔ اس لئے کہ سد الذرائع کے عنوان کے تحت فعل کو دیکھا جائے گا نہ کہ محض الفاظ کو اور فعل کے اعتبار سے یہ محض حیلہ ہے اگرچہ الفاظ کے کے اعتبار سے مکمل بیع ہے۔[27]

امام شافعیؒ کے نزدیک بیع عینہ جائز ہے۔ آپؒ فرماتے ہیں:

فَإِذَا اشْتَرَى الرَّجُلُ مِنْ الرَّجُلِ السِّلْعَةَ فَقَبَضَهَا وَكَانَ الثَّمَنُ إلَى أَجَلٍ فَلَا بَأْسَ أَنْ يَبْتَاعَهَا مِنْ الَّذِي اشْتَرَاهَا مِنْهُ وَمِنْ غَيْرِهِ بِنَقْدٍ أَقَلَّ أَوْ أَكْثَرَ مِمَّا اشْتَرَاهَا بِهِ۔[28]

جب ایک آدمی نے دوسرے سے مؤخر ادائیگی کی بنیاد پر سامان خریدا تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے کہ خریدار یہ سامان نقد کی بنیاد پر اس کو فروخت کر دے جس سے اس نے خود خریدا ہے یا کسی اور کو، قیمت خرید سے زیادہ پر فروخت کرے یا کم پر، (دونوں صورتوں میں) کوئی حرج نہیں۔

امام شافعیؒ کے نزدیک جب عینہ جائز ہے تو تورق کا معاملہ بطریق اولیٰ جائز ہو گا، اس لئے کہ تورق میں تو خریدار کسی تیسرے شخص کو مال فروخت کرتا ہے جبکہ عینہ میں تو فروخت کنندہ کو ہی دوبارہ ارزاں مال فروخت کر دیا جاتا ہے۔

تورق کے عنوان سے جس طرح حنابلہ نے بحث کی ہے، دیگر مسالک میں اس طرح بحث نہیں ملتی بلکہ تورق کا لفظ ہی حنابلہ نے استعمال کیا ہے۔ امام مرداویؒ فرماتے ہیں:

لو احتاج إلى نقد، فاشترى ما يساوي مئة بمئة وخمسين فلا بأس، نصَّ عليه، وهو المذهبُ، وعليه الأصحاب، وهي مسألة التَّورُّق، وعنه :يكره، وعنه :يحرم[29]

اگر کسی شخص کو نقد رقم کی طلب تھی تو اس نے سَو والی چیز ادھار کی بنیاد پر ڈیڑھ سَو میں خریدی (اور پھر اسے فروخت کر کے نقد رقم حاصل کر لی) تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے، اس معاملے پر نص موجود ہے، ہمارے اصحاب کا موقف بھی یہی ہے اور اس مسئلہ کو تورق کہا جاتا ہے۔ امام احمدؒ سے ایک روایت اس سلسلے میں کراہت اور ایک تحریم کی بھی ہے۔

علامہ بہوتیؒ نے بھی جواز کی یہی صورت ذکر کر کے مذکورہ موقف کی بھرپور تائید کی ہے۔[30] لیکن امام ابن تیمیہؒ اور علامہ ابن قیم جوزیؒ شدت سے تورق کا انکار کرتے ہیں۔ ابن قیمؒ فرماتے ہیں:

وَكَانَ شَيْخُنَا – رَحِمَهُ اللَّهُ – يَمْنَعُ مِنْ مَسْأَلَةِ التَّوَرُّقِ، وَرُوجِعَ فِيهَا مِرَارًا وَأَنَا حَاضِرٌ، فَلَمْ يُرَخِّصْ فِيهَا، وَقَالَ: الْمَعْنَى الَّذِي لِأَجْلِهِ حُرِّمَ الرِّبَا مَوْجُودٌ فِيهَا بِعَيْنِهِ مَعَ زِيَادَةِ الْكُلْفَةِ بِشِرَاءِ السِّلْعَةِ وَبَيْعِهَا وَالْخَسَارَةِ فِيهَا؛۔[31]

ہمارے شیخ تورق سے منع کیا کرتے تھے۔ ان سے متعدد مرتبہ اس مسئلے میں دریافت کیا گیا اور میں بھی وہاں موجود تھا، انہوں نے اس کی اجازت نہیں دی اور فرمایا کہ جس وجہ سے ربا منع کیا گیا، وہ تورق میں موجود ہے بلکہ اس میں خرید و فروخت کا تکلف بھی کرنا پڑتا ہے۔

تورق کے معاملے میں ائمہ کی آراء مختلف رہی ہیں لیکن احناف، شوافع اور حنابلہ کے ہاں یہ ایک جائز معاملہ ہے۔ غالبا یہی وجہ ہے کہ مجمع الفقہ الاسلامی نے جمہور فقہا کے اقوال کو دلیل بناتے ہوئے تورقِ فردی (جس میں ادھار پر خریدا گیا سامان کسی تیسرے شخص کو نقد فروخت کیا جائے) کی اجازت دی اور اس کی وجہ حاجت (شادی، قرض کا ادا کرنا وغیرہ) بتلائی لیکن ساتھ یہ شرط بھی عائد کی کہ مستورق (تورق کی سہولت حاصل کرنے والا) جب کوئی چیز بائع سے خریدے گا تو دوبارہ بلاواسطہ (Direct) یا بالواسطہ (Indirect) اسے فروخت نہیں کرے گا وگرنہ یہ معاملہ بیع عینہ کو ہی جا پہنچے گا جو کہ حرام ہے۔[32]

مجمع الفقہ الاسلامی کی اجازت کے بعد یہ معاملہ ایک منظم شکل اختیار کر گیا اور بینک تورقِ منظم کی بنیاد پر اس طرح لین دین کرنے لگے کہ وہ گاہک کو عالمی بازار (International Market) سے کچھ سامان ادھار پر فروخت کرتے اور پھر خود اس کی طرف سے وکیل کی حیثیت میں فروخت کر کے گاہک کو نقد رقم دے دیتے۔ مثال کے طور پر سعودی عرب کے ساب بینک (Saab Bank) کا طریقہ کار یہ ہے کہ جب کوئی قرض خواہ بینک سے قرضے کی درخواست کرتا ہے تو بینک اسے قرضہ دینے کی بجائے کوئی سامان یا کوئی دھات (مثلا پلاٹینیم) ادھار کی بنیاد پر مہنگے داموں فروخت کر دیتا ہے۔ لیکن گاہک کو تو کیش درکار ہوتا ہے لہذا گاہک بینک کے ساتھ یہ عقد کرتا ہے کہ بینک یہ دھات اس کی جانب سے خود ہی فروخت کر دے۔[33] بینک گاہک کو ایک دھات مثلا پلاٹینیم اگر ایک لاکھ ریال کی فروخت کرتا ہے تو اس کی اصل قیمت نوے، بیانوے یا چورانوے ہزار ہوتی ہے۔ بینک جب اس دھات کو گاہک کی جانب سے فروخت کرتا ہے تو وہ نوے، بیانوے یا چورانوے ہزار کی ہی فروخت ہوتی ہے۔ بینک یہ قیمت گاہک کو دے دیتا ہے۔ بینک اس طرح سے بیانوے ہزار نقد دے کر اس پر آٹھ ہزار اضافی چارج کرنے کی بجائے خرید و فروخت کا سہارا لیتا ہے اور قرض دی گئی رقم پر سات یا آٹھ فیصد اضافہ بھی کما لیتا ہے۔

حالات کی نزاکت کے پیشِ نظر مجمع الفقہ الاسلامی نے دوبارہ اپنا اجلاس منعقد کیا اور بینکوں کے منظم تورق کو درج ذیل وجوہات کی بنا پر ناجائز قرار دیا:

1۔ منظم تورق میں بینک جب سامان گاہک کو فروخت کرتا ہے تو (بجائے اس کے کہ گاہک اس سامان کو بازار میں خود فروخت کرے)، خود ہی اس کی جانب سے وکیل بن کر فروخت کر دیتے ہیں۔ یہ معاملہ بیع لعینہ سے مشابہ ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے۔

2۔ متعدد معاملات میں بیع قبل القبض کی صورت پیش آتی ہے۔

3۔ مذکورہ معاملہ فقہا کے بیان کردہ تورق (تورقِ فردی) سے انحراف اور محض کم رقم دے کر زیادہ رقم وصول کرنے کے مترادف ہے۔[34]

مجمع الفقہ الاسلامی کے فیصلے کے باوجود سعودی عرب کے چند نامی گرامی علماء مثلاً شیخ عبد اللہ سلیمان المنیع، ڈاکٹر موسیٰ آدم عیسیٰ، ڈاکٹر سلیمان ناصر العلوان مخصوص شرائط اور مخصوص حالات میں، تورقِ منظم کو جائز قرار دیتے ہیں۔[35]

جامعۃ الرشید کے دار الافتاء نے بینکوں کے منظم طریقے کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ لین دین اگر اس طرح ہو کہ بینک کا گاہک کی جانب سے فروختگی کا وکیل بننا، پہلے سے عقد میں مشروط نہ ہو اور گاہک خود ہی اسے کسی تیسرے شخص کو بازار میں فروخت کرے تو یہ معاملہ جائز ہے۔ اگر بینک کا وکیل بننا پہلے سے مشروط نہ ہو اور بینک گاہک کا وکیل بنے، تب بھی اس معاملے بچنا چاہئے اس لئے کہ یہ سودی معاملے سے مشابہت رکھتا ہے۔ وہ اس طرح کہ اس معاملے میں بینک پہلے گاہک کو کم پیسے دیتا ہے اور تین سال کے بعد زیادہ وصول کرتا ہے۔ رقم فراہم کرنے والا بھی بینک اور وصول کرنے والا بھی یہی ہے تو اس طرح یہ مشابہت کافی قوی ہو جاتی ہے لہذا اس معاملے کی اجازت نہیں دی جا سکتی البتہ اگر کوئی صورت ایسی ہو کہ بینک کے بغیر اس اثاثے کو فروخت کیا ہی نہ جا سکے تو وہ مستثنیٰ ہے۔[36]

تورق کے بارے میں ملائیشین اسکالرز کی رائے یہ ہے کہ اسلامی بینکاروں کے سامنے اس وقت دو راستے ہیں۔ ایک تو یہ کہ وہ ان مصنوعات کا انتخاب کر لیں جو کہ سراسر سود پر مبنی ہیں اور بازارِ زر (Money Market) میں بآسانی دستیاب ہیں۔ دوسرا راستہ یہ ہے وہ تورق اور بیع لعینہ پر مبنی مصنوعات کا انتخاب کر لیں جو اسلام کی روح کے مطابق تو نہیں لیکن موجودہ حالات میں ان سے استفادہ کیا جا سکتا ہے اس لئے کہ اسلامی بینکوں میں سیالیت کا بندوبست وقت کی اشد ضرورت ہے اور اگر ایک مرتبہ اسلامی بینک سیالیت کا بندوبست نہ کر سکے تو عدمِ اعتماد کی ایسی ہوا چلے گی جو پورے بینکنگ سیکٹر کو اپنی لپیٹ میں لے سکتی ہے لہذا، اخف الضررین کو سامنے رکھتے ہوئے تورقِ منظم اور بیع لعینہ جیسے طریقوں کی اجازت ہونی چاہیئے جس میں نہ تو بینک کو نقصان ہو اور نہ ہی گاہکوں اور سرمایہ کاروں کو تاکہ لا ضرر ولا ضرار پر عمل ممکن ہو سکے۔[37]

تورقِ منظم جمہور علماء کے نزدیک ناجائز جبکہ کچھ علماء کے نزدیک مخصوص حالات میں ایک جائز صورت ہے لیکن اسلام کے مجموعی اور کلی معاشی نظام کی طرف نظر کرتے ہوئے اس کا عدمِ جواز معلوم ہوتا ہے اس لئے کہ مذکورہ معاملے میں بینک کم رقم ادھار دے کر مستقبل میں ایک زیادہ رقم کا مستحق ہو جاتا ہے اور جس معاشرے میں کم دے کر زیادہ وصول کرنے کا رجحان ہو جائے، اس معاشرے میں دولت کا توازن بگڑ جاتا ہے اور معاشرہ عدم مساوات کا شکار ہو جاتا ہے۔ ماضی میں کم رقم دے کر مستقبل میں زیادہ رقم وصول کرنا عدل و انصاف کے منافی ہے اس لئے کہ سرمایہ صرف وقت گزرنے کے ساتھ زیادہ قیمتی نہیں ہو جاتا جب تک اس پر محنت نہ کی جائے اور اشیاء و خدمات پیدا نہ کر لی جائیں اور اسی پر اکتفا نہیں بلکہ ان اشیاء و خدمات کو فروخت کر کے نقدی حاصل نہ کر لی جائے۔ اس پورے تناظر میں ظاہر ہے کہ بے پناہ ذہنی صلاحیتیں استعمال ہوتی ہیں اور جگہ جگہ خطرات سے نمٹنا پڑتا ہے تب جا کر سرمائے سے سرمایہ حاصل ہو پاتا ہے لیکن اس کی ضمانت نہیں کہ وہ پہلے سرمائے سے کم ہو گا یا زیادہ۔ بسا اوقات یہ کم بھی ہو سکتا ہے تو پھر کس طرح بینک کو یہ اجازت دے دی جائے کہ وہ آن لائن ٹرانزیکشن کے ذریعے کم دے کر زیادہ کا مالک بن جائے۔

آج کے حالات میں جب پوری مسلم دنیا میں اسلامی بینک تورق کو بڑے پیمانے پر اپنا رہے ہیں، اسلامی بینکوں میں بیع مؤجل کے نام پر بیع لعینہ کا سلسلہ بھی جاری رہا ہے۔ جس کا سلسلہ یوں انجام پاتا ہے کہ اسلامی بینک ایک بینک (الف) سے نقد قیمت پر صکوک کی خریداری کرتا اور مرابحہ مؤجلہ کی بنیاد پر صکوک بینک (ب) کو فروخت کر دیتا ہے۔ بینک (ب) یہ صکوک تورق کی بنیاد پر (اصل قیمت سے کم میں) فروخت کر دیتا اور نقدی حاصل کر لیتا ہے۔ ایک بروکر اس سارے بندوبست میں سہولت کار (Facilatator) کا کردار ادا کرتا ہے لیکن اس میں شرعی اصولوں کی پاسداری نہیں کی جاتی۔[38]

اس کے بارے میں معتدل رائے یہی ہے کہ سیالیت کے حصول کے لئے صرف تورقِ فردی اور تورقِ حقیقی کو ہی اپنایا جائے اور اس میں بھی تورق بطور سرمایہ کاری تکنیک سے گریز کیا جائے اور انتہائی ناگزیر صورت میں جہاں سود کے علاوہ اور کوئی راستہ ہی نہ ہو اور بہت بڑے نقصان کا خطرہ ہو جس کا نہ تو بینک متحمل ہو سکتا ہو اور نہ ہی اس کے گاہک، وہاں تورقِ منظم کا استعمال کیا جا سکتا ہے لیکن اس کے اندر بھی یہ خیال رہے کہ ہر فریق اپنی ذمہ داری مکمل طور پر پوری کرے نہ کہ تورق حاصل کرنے والا بینک خود ہ اشیاء خریدے اور خود ہی مرکزی بینک یا کسی دوسرے ادارے کی جانب سے بطورِ وکیل ان اشیاء کو فروخت کرے، بلکہ خریدنے والے خود خریدے اور فروخت کرنے والا خود فروخت کرے اور دونوں فریق خطرات بھی خود ہی برداشت کریں۔ دورِ حاضر میں بطورِ سرمایہ کاری تکنیک تورق سے گریز نہایت ضروری ہے۔

سرمایہ کاری کے لئے تورق کا متبادل

اسلامی بینکوں کو چاہئے کہ وہ سرمایہ کاری کے لئے حقیقی تجارت کا انتخاب کریں۔ وساطتی سرمایہ کاری کی بجائے بازار کی حقیقی تجارت میں قدم رکھیں، تجارتی اشیاء کو سستے داموں خرید کر گوداموں میں ذخیرہ کر لیں اور اشیاء کے نرخ جب زیادہ ہوں تو انہیں فروخت کر دیں۔ ان کاموں کے لئے اسلامی بینک اپنی ذیلی کمپنیاں بھی تشکیل دے سکتے ہیں جو اسلامی بینکوں کی رقوم سے کاروبار کر کے بینک کو منافع کما کر دیں۔

علاوہ ازیں درج ذیل اقدامات کے ذریعہ بھی بینک فاضل رقوم کو سرمایہ کاری میں لگا سکتے ہیں:[39]

1۔ شیئرز اور صکوک کی خریداری میں سرمایہ لگائیں۔

2۔ شراکت اور مضاربت کی بنیاد پر مختصر المیعاد سرمایہ کاری کو ترجیح دیں۔

3۔ تمام اسلامی بینک مل کر ایک فنڈ میں سرمایہ کاری کریں، جو بینک اس فنڈ میں اپنی خدمات فراہم کرے اسے مضاربت کی بنیاد پر حصہ دے کر بقیہ منافع آپس میں تقسیم کر لیں۔

4۔ کسی بھی بڑے اثاثے کو خرید کر اسے حصص میں تقسیم کر دیں اور اس کے حصص کو منافع پر فروخت کر دیں تا کہ نفع اور کیش دونوں حاصل ہو سکیں۔ جو لوگ اثاثے کے شیئرز خریدیں گے، حصہ رسدی اسے اثاثے کے منافع کے حق دار بھی ہوں گے۔

5۔ ایسے صکوک جن کا قبضہ مستقبل میں حاصل ہو، وہ قبضے سے قبل فروخت تو نہیں ہو سکتے مگر سیکیورٹی کے مقاصد کے لئے تو انہیں استعمال میں لایا جا سکتا ہے۔

نتائج

1۔ اسلامی بینکوں میں سیالیت کا انتظام ایک حقیقی مسئلہ ہے جس سے اعراض ممکن نہیں۔

2۔ اسلامی بینکوں کو روایتی بینکوں کی طرح بازارِ زر میں وسیع پیمانے پر شریعت سے ہم آہنگ مصنوعات دستیاب نہیں۔

3۔ انتظامِ سیالیت کے لئے بیع العینہ کا استعمال جمہور علماء کے نزدیک ناجائز ہے تاہم تورقِ حقیقی اور تورقِ فردی کی مکمل اجازت ہے۔

سفارشات

1۔ اسلامی بینکوں کو چاہیئے کہ وہ نقدی کی وصولی اور اخراج (Cash Deposit and withdrwal) پر خاص نظر رکھیں تاکہ سیالیت کو بہتر بنایا جاسکے۔ اسی طرح انہیں یہ بھی مد نظر رکھنا چاہیئے کہ کتنی رقوم کے اخراج کی پیشین گوئی ہوتی ہے اور حقیقت میں اخراج کتنا ہوتا ہے۔ تاکہ مستقبل میں حکمتِ عملی بنانے میں آسانی ہو سکے۔[40]

2۔ اسلامی بینکوں میں باہمی تعاون کی فضا بھی ہونی چاہئے کہ اگر ایک بینک سیالیت کی کمی کا شکار ہو دوسرا قرضِ حسنہ سے اس کی مدد کرے نہ کہ وہ بیرونی ذرائع پر انحصار کریں۔

3۔ نقدی زیادہ ہونے کی صورت میں اسلامی بینک اگر اپنے پاس چند ایسی اشیاء ذخیرہ کرلیں جن کی سیالیت کی شرح انتہائی بلند ہو، (مثال کے طور پر سونا اور چاندی) اور انہیں اپنے پاس موجود لاکرز میں محفوظ کرلیں اور بوقتِ ضرورت انہیں فروخت کر کے نقدی میں تبدیل کروالیں۔

4۔ نقدی کی کمی کی صورت میں بینک بازار سے انتہائی بلند شرحِ سیالیت کی حامل اشیاء ادھار خرید کر کسی تیسرے شخص کو سستے نرخوں پر فروخت کر دیں اور نقدی کا بندوبست کرلیں۔

5۔ اگر کبھی نقدی کا مسئلہ ہو بھی جائے تو اسلامی بینک کے گاہکوں کو بھی اپنے بینک پر اعتماد کرنا چاہیئے۔ اس لئے کہ بینک کی جانب سے تعاون کی توقع اس بات کا بھی تقاضا کرتی ہے کہ اس کے گاہک بھی اس کے ساتھ متعاون ہوں اور مسلمان کا تو کام ہی تعاون کرنا ہے۔

6۔ خرید و فروخت کے وہ معاہدات جو گاہکوں اور سرمایہ کاروں کے ساتھ ہوتے ہیں، اسلامی بینکوں کو چاہئے کہ وہ انہیں نہایت احتیاط اور دانشمندی کے ساتھ تشکیل دیں تاکہ معاہدات میں لاپرواہی اسلامی بینکوں کے لئے سیالیت کے انتظام میں رکاوٹ نہ بن سکے۔

7۔ نقدی کے ذخائر پر خاص نظر رکھیں۔ سرمایہ کاری کی انشورنس اگر ممکن ہو سکے تو بروئے کار ضرور لائیں تاکہ خطرات کا بہتر بندو بست کیا جاسکے۔

8۔ نجی اور حکومتی مالیاتی اداروں کے ساتھ مخلصانہ اور تعاون پر مبنی بہترین تعلقات سیالیت کے مسائل کا حل اور مستحکم بینکاری کی ضمانت ہو سکتے ہیں۔

9۔ اسلامی بینک اگر اندرونی انتظام، ماہرانہ صلاحیت، انتہائی احساسِ ذمہ داری، حلال سرمایہ کاری کا عزم اور توکل علی اللہ کو شعار بنالے تو انشاء اللہ انتظامِ سیالیت کوئی مسئلہ نہیں۔

حواشی وحوالہ جات

(1) Mark Largan, **Banking Operation** (U.K: Chartered Institute of Bankers, 2000),28.

(2) Asyraf Wajid Dass*ū*qī.**"Comodity Murabaha Program:An innovative Aproach to Liquidity Management."***Journal of Islamic Economics,Banking and Finance*,3.Retrived From: http://www.iefpedia.com/english/wp-content/uploads/2010/12/Murabah-as-innovation-tool.pdf

(3) AL-ʻOmar, Fuad and ʻAbdul-Haq, Muhammad. **Islamic Banking: Theory, practice& challenges**,(Karachi: Oxford University press, 1996),109.

(4)خالد سعد محمد الحربی، عبید اللہ محمد سعد عبد الغنی، **حوار الاربعاء**،(جدہ: جامعۃ الملک عبد العزیز،2010)،36

Kh*ā*lid Sa'ad Muhammad Alharb**ī**, 'Ubaidullah Muhammad Sa'ad 'Abdulghan**ī**, **Hiw*ā*rul Arbaa**(Jeddah:King 'Abdul 'Az**ī**z University,2010),36

(5) محمد عمر چھاپرا، **نحو نظام نقدی عادل**،(امریکہ: المعہد العالمی للفکر الاسلامی، طبع دوم،1999)،199

Muhammad 'Umar chapra,**Towards Just Monetry System**(USA:Intel Institute of Islamic Thought,2nd Ed.1999),199

(6) Asyraf Wajid Dass*ū*qī." **Comodity Murabaha Program**",5.

(7) 'Abdul Ra'īs 'Abdul Majid, "**Development of Liquitidity Management Instruments:Challenges and oppertunities**", International Conference on Islamic Banking: Risk Management, Regulation and Supervision ,Jakarta, 2003,P.7, Retrived from: http://www.sbp.org.pk/departments/ibd/Lecture_6_LIQUIDITY_MANAGEMENT.pdf

(8) Abū Umar Fārūq Ahmad and M. Ashraf Mubīn,"**Liqiuidity Management of Islamic Banks:The Evidence from Malaysian Perspective**",The global journal or finance and economics,Vol;11 No.02,(2014):176.

(9) Abdul Ra'īs 'Abdul Majid, "**Development of Liquitidity Management Instruments**", P.3.

(10) Asyraf Wajid Dassuqi,"**Comodity Murabaha Program**",6.

(11) سورۃ کہف:19

(12) ابن منظور الافریقی، محمد بن مکرم، **لسان العرب**(بیروت: دار صادر،1414ھ)،375/10

Ibn i Manẓūr Alafrīqī, Muhammad bin Mukarram, **Lisānul'arab**(Bayrūt:Dār ṣādir,1414H),375/10

(13) الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیۃ،174/14

Almawsūʻah Alfiqhīyyah Kuwaytīyyah,174/14

(14)**روزنامہ پاکستان**،۱۰ مارچ،۲۰۱۷، ملاحظہ کیجئے:

Daily Pakistan,10th March,2017(https://dailypakistan.com.pk/10-Mar-2017/540072)

مزید دیکھئے:

https://www.mīzānbank.com/pmex-facilitates-pakistans-first-electronic-murabaha-transaction/

(15)Dr. Asyraf Wajid Dassūqī,"**Comodity Murābaha Program**",9.
(16) Ibid, 13.
(17) Ibid,13-14
(18) Ibid,15.

(19) محمد امین بن عمر، **ردالمحتار** (بیروت: دارالفکر، طبع دوم،1992)، 325/5

Muhammad Amīn bin 'Umar, Raddulmukhtār (Bayrūt:Dārulfikr,2nd Ed.1992)325/5

(20) عثمان بن علی، **تبیین الحقائق شرح کنزالدقائق**،(القاهرة: المطبعة الکبری الامیریہ، طبع اول،1313ھ)،163/4

Tabyyīn ul Haqā'iq(Cairo:Almaktaba Alkubrā Alamīrīyyah,1st Ed.1313H)163/4

(21) محمود بن احمد بن، **المحیط البرهانی** ،(بیروت: دارالکتب العلمیہ،2004)،139/7

Mahmūd bin Ahmad, **Almuhīṭ Alburhānī** (Bayrūt: Dārulkutub Al'ilmīyyah,2004)139/7

(22) ابن عابدین، محمد امین بن عمر، **ردالمحتار علی الدر المختار**،(بیروت: دارالفکر،1992، طبع دوم)،325/5

Ibn i 'ābidīn, Muhammad Amīn bin 'Umar, Raddulmukhtār (Bayrūt: Dārulfikr,2nd Ed.1992)325/5

(23) ایضا

Ibid

(24) ابن ہمام، **فتح القدیر**،(مصر: داراحیاء التراث العربی، س۔ن)،324/6

Ibn i Hammām, **Fathulqadīr**(Egypt: Dār al **Ihyā' alTurā**th al-'Arabī),324/6

(25) محمد خرشی، **شرح الخرشی علی مختصر خلیل**،(بیروت: دار صادر، س۔ن) ،5/ 106

Muhammad Khirāshī, **Sharah Khirāshī 'Alá Mukhtaṣar Khalīl**(Bayrūt: Dār ṣādir)106/5

(26) ایضا

Ibid

(27)احمد بن ادریس القرافی، **الفروق**،(قاہرہ: دارالسلام، طبع اول،2001ء)،269/4

Ahmad bin Idrīs Alqrāfī,**Alfrūq**(Cairo: Dārusalām,1st Ed.2001),269/4

(28) محمد بن ادریس الشافعی، **کتاب الام**،(بیروت: دارالمعرفۃ،۱۹۹۰ء)،79/3

Muhammad bin Idrīs al-Shāfiʿī,**Kitābulumm**(Bayrūt: Dār ul M'arifah,1990),79/3

(29) علی بن سلیمان المرداوی، **الانصاف**، بیروت: داراحیاء التراث)،337/4

Alī bin Sulaymān Almerdawi,**Alinṣāf**(Bayrūt: : Dār al **Ihyā' alTurā**th)337/4

(30) منصور بن یونس البہوتی، **کشاف القناع**،(بیروت: دارالفکر،1402ھ)،186/4

Manṣūr bin Yūnus Albūṭī , **Kashaf Alqina**(Bayrūt: Dārulfikr,1402H),186/4

(31) ابن جوزی، محمد بن ابو بکر، **اعلام الموقعین**،(بیروت: دارالکتب العلمیہ، بیروت، طبع اول،1991ء)،135/3

Ibn i Jawzī,Muhammad bin Abūbakar,I'i**lām ul Muwaqqiīn**(Bayrūt: Dārulkutub Al'ilmīyyah,1st Ed.1991)135/3
(32)Dr. Asyraf Wajdi Dusuki,"**Commodity Murabahah Programme**", 17.
(33) https://www.sabb.com/en/financing/personal-finance/ 03/21/2010
(34)Dr. Asyraf Wajdi Dusuki,"**Commodity Murabahah Programme**", 17.
(35) Ibid.

(36) Dar ul Ifta,Jamiat ul Rasheed,**Fatwa No.54,489,20/09/2015**.Accessed 03-20-2020 03:30 pm. Retrived from https://darulifta.info/d/jamiaturrasheed/fatwa/nmQ/%
(37)Dr. Asyraf Wajdi Dusuki,"**Commodity Murabahah Programme**", 19.
(38) Muhammad Ayub,"**Liquidity Management by Islamic Banks:An issue or a Contrivance for Risk-sfree Returns**.",Journal of Islami Business and Management,Ripha International,Islamabad,Vol.07;No.01,(2017),15-18
(39) Ibid,16.
(40) Abu Umer Farooq Ahmed and M.Ashruf Mubeen,**Liqiuidity Management of Islamic Banks:The Evidence from Malaysian Perspective**,The global journal or finance and economics,Vol;11 No.02,(2014),176